© rasailojaraid.com

خواجه سناء الله خراباتی کشمیری (۱)

صابر آفاقی

کشمیر نے شعر و ادب، علم و فلسفه، مذهب و اخلاق، تصوف و عرفان اور فن و هنر میں ایسی ایسی قابل فخر هستیوں کو جنم دیا جس کی شهرت وادی سے نکل کر بلاد اسلامیه تک پهنچی اور جن کا نام فلک کی هزاروں گردشیں اور زمانے کے سینکڑوں انقلاب مٹا نه سکے بلکه اس کے برعکس جوں جوں زمانه گزرتا گیا توں توں یه شخصیتیں اور ابهرتی اور دنیا کو اپنی طرف متوجه کرتی گئیں ۔

خواجه سناء الله خراباتی کشمیری کا شمار بهی ایسی هی شخصیتوں میں هوتا هے جو اپنے زمانے کے مشهور عالم، صوفی، سیاح اور شاعر مانے جاتے هیں ۔ وفات سے تقریباً سو سال بعد، فارسی اور کشمیری نظم و نثر میں ان کی باون تصانیف آج سے چند سال قبل دریافت هوئی هیں ۔ اور اب محققین نے خراباتی کی شخصیت اور ان کے افکار پر تحقیقی کام شروع کر دیا هے ۔

خواجه سناءالله خراباتی ۱۸۰۹ء میں موضع لنگاه محله لنگر شهاب الدین پوره سری نگر میں پیدا هوئے ۔ ان کے والدین کا حال ابهی تک نهیں مل سکا ۔ ''دلیل الصادقین،، میں خواجه خراباتی نے ایک جگه لکها هے که ان کی والده اکثر میکے هی رها کرتی تهیں یهی وجه هے که خواجه کی ولادت اور پهر تربیت اپنے ننهیال میں هوئی ۔ ان کے نانا شاه عبدالغفور اپنے وقت کے بهت بڑے عارف تهے اور شیخ عبدالوهاب نوری (وفات ۱۷۷۲ء) کے مرید تهے ۔ خواجه کا شاه عبدالغفور سے خونی رشته تو تها هی وه ان کے مرید و معتقد

۱۔ ثناء الله نام عام هے۔ سناء الله بهت شاذ هے۔ عربی لغت اور قواعد کی رو سے دونوں درست هیں ۔ ثناء بمعنی تعریف اور سناء بمعنی رفعت و ضیاء ۔ سناءالبرق بجلی کی چمک کو کهتے هیں ۔ اس مضمون میں جن بزرگ کا ذکر هے ان کا نام بالتحقیق سناء الله هی هے۔ (ایڈیٹر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی تھے۔ انھوں نے خواجہ خراباتی کی جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی کی تھی۔ چنانچہ خواجہ ہمیں کئی بار شاہ عبدالغفور کی تعریف و ستائش کرتے نظر آتے ہیں۔ منجملہ یہ شعر ملاحظہ ہو۔

یک نگاہی کن بہ حالم یا غفور گوش فرما قیل و قالم یا غفور

خراباتی پر اپنے ہمدرد و شفیق نانا کا ایک احسان یہ بھی تھا کہ انھوں نے اپنے نواسے کو رفوگری سکھادی تھی۔ چنانچہ ۱۸۴۲ء تک خراباتی رفوگری کرکے گزر اوقات کرتے رہے۔ اس زمانے میں وہ سنہ خوجہ کے نام سے مشہور اور لنگر کے عرف سے پہچانے جاتے تھے۔ اس عرف سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کشمیر کے مبلغ اول حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ ترکستانی (وفات ۱۳۲۶ء) سے اپنا سلسلۂ نسب ملاتے تھے۔ جنھوں نے غرباء کے لئے لنگر کھول دیا تھا۔ اور پھر یہ محلہ اسی نام سے مشہور ہوگیا۔

رفوگری کے بعد آپ کو تجارت کا شوق ہوا تو پشمینہ کا لین دین کرنے لگے اور پھر بہ سلسلۂ تجارت ایران، افغانستان اور ہندوستان کی سیر کی۔ کلکتہ کا ذکر آپ نے کئی تصانیف میں کیا ہے۔ اس شہر میں خراباتی مرزا صمد سوداگر پشم کے نام سے مشہور تھے۔ یہاں بھی وہ ایک صوفی عبدالوہاب سے استفادہ روحانی کرتے رہے۔ فرماتے ہیں۔

بسوی کلکتہ افتاد سیری بہ محنت شد ملاقی یک دلیری

کہ نام پاک شان عبدالوہاب است خراباتی ازوہم کامیاب است

آپ جب کلکتہ سے وطن لوٹے تو کشمیر کی معیشت کو سیلاب نے زبردست نقصان پہنچا دیا تھا۔ ان کا مال و متاع موج سیل کی نذر ہوچکا تھا۔ خاندانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاگیر کی زمین بھی طوفان میں بہہ گئی تھی۔ اب خراباتی کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ ترک وطن کریں۔

خراباتی بیوی اور دو بچیوں کو ہمراہ لے کر سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔ وادی غربت میں قدم رکھا تو یاد وطن دور تک ان کو سمجھانے آئی لیکن وہ مجبور تھے۔ آخر کئی دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد خراباتی جموں پہنچ گئے۔ اس شہر میں وہ نیا بازار متصل شیر دروازہ میں مقیم ہوگئے۔

جموں پہنچنے اور پھر مہاراجہ گلاب سنگھ کی ملازمت اختیار کرنے کا واقعہ خراباتی نے ''دلیل الصادقین'' میں تفصیل سے بیان کیا ھے۔ خلاصہ یہ ھے کہ قحط کے باعث جب اکثر باشندگان کشمیر نے ھند و سندھ اور روم و ختن کی راہ لی تو میں غربت و افلاس کا مارا دو ماہ کے بعد جموں پہنچا۔ ایک دن اتفاق سے سر بازار مہاراجہ سے ملاقات ہوگئی پوچھا کوئی ہنر جانتے ہو؟ میں نے کہا: حضور فارسی، عربی، نجوم، ھندسہ اور علم قیافہ جانتا ھوں۔ مسلم ھیئت، شعر و سخن، طلسم تعبیر خواب، فقہ، حدیث میں بھی بند نہیں۔ رفوگری، نقاشی میں بھی ماھر ھوں۔ یہ سن کر مہاراجہ خوش ھوا اور مجھے شاھی توشہ خانہ کا انچارج بنا دیا۔ فرماتے ھیں۔

کردہ کشمیریاں جلائی وطن	رفتہ در ھندو سندھ و روم ختن
بندہ ھم راہ یافت گشتہ رواں	رفتہ رفتہ گزاشت شہر و دکان
نہ بکف در ھمی نہ دیناری	نہ کسی یار و نہ کسی یاری
بعد مدت بصد فراری ھا	باھمہ گریہ ھا و خواری ھا
بعد دو ماہ رسیدہ در جموں	چونکہ تقدیر گشتہ راہ نموں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کئی سالوں تک مہاراجہ کی یہی ملازمت کرتے رہے۔ مہاراجہ نے یہاں آپ کا نام صمد جیو رکھ دیا تھا۔

۱۸۵۴ء میں خواجہ ثناء اللہ خراباتی غبن کے جھوٹے الزام میں نوکری سے برطرف اور قلعہ ہاری پربت سرینگر میں قید کر دئے گئے۔ چند ماہ کے بعد آپ اپنے ایک دوست کی وساطت سے رہا ہوئے۔ لیکن اس کے بعد وہ وادی کشمیر یا جموں میں آباد ہونے کے بجائے جالندھر چلے گئے اور وہاں نواب شیخ امام الدین کے ہاں قیام کیا۔ یہ ۱۸۵۵ء کا واقعہ ہے۔

جالندھر سے آپ امرتسر گئے اور وہاں سے لاہور پہنچ کر حضرت میاں میر کے حضور حاضر ہوکر فیضیاب ہوئے۔ پھر سیالکوٹ گئے اور وہاں سے گجرات کے قصبہ جلال پور جٹاں میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کی بیوی کب تک زندہ رہی اور وہ کہاں کی رہنے والی تھی۔ لیکن اتنا مسلم ہے کہ ان کی بیوی کی ہمشیرہ جلال پور جٹاں میں بیاہی ہوئی تھی۔ اسی تعلق سے وہ سیالکوٹ سے یہاں آئے اور پھر زندگی کے بقیہ ایام گزار کر ۱۸۷۹ء میں بعمر ۷۵ سال کلار چور متصل جلال پور فوت ہوئے۔

آپ کا مزار، خانقاہ، آرامگاہ، ریاضت گاہ، لنگر، لباس، کمر بند وغیرہ یہاں موجود ہے اور مرجع مریدان باصفا ہے۔

ہم نے مقالہ کے شروع میں عرض کردیا ہے کہ خواجہ ثناء اللہ خراباتی کشمیری عالم و صوفی تھے۔ اور سیاح و شاعر بھی۔ پشمینہ کی تجارت اور پھر جموں میں مہاراجہ گلاب سنگھ کی ملازمت کے دوران آپ نے ہندوستان کے علاوہ گلگت، روس، افغانستان اور ایران کا سفر کیا تھا۔ آفاق و انفس کی اس سیر نے خراباتی کو ایک جہاندیدہ اور گرم و سرد زمانہ چشیدہ بزرگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنا دیا تھا۔ ان کے احباب کی تعداد بھی بہت تھی۔ تجربات زندگی کا نچوڑ انھوں نے اپنی تصانیف میں پیش کیا ہے۔

خواجہ خراباتی نے باقاعدہ کسی درس گاہ یا دارالعلوم میں تحصیل علوم نہیں کی تھی۔ وہ اکثر تصانیف میں اپنے بے علم ہونے کے باوجود مسائل کو حل کرنے اور اسرار و رموز کے بتانے پر فخر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر فرماتے ہیں:

''ایں موج دریائے غیب است کہ خراباتی در مکتب چیزی علمی نہ خواندہ است۔ خراباتی ہم دریں حیران است،،۔

یعنی یہ تصنیف دریائے غیب کی ایک لہر ہے۔ کیونکہ خراباتی نے تو مکتب میں ذرہ بھر علم بھی نہیں پڑھا۔ خراباتی کو خود اس پر حیرت ہے۔ ہمیں بھی اس بات پر حیرت ہے کہ جن علوم و فنون کو جاننے کا وہ دعوی کرتے ہیں وہ ایسے نہیں جن میں آدمی کو آسانی سے مہارت حاصل ہو جائے۔ مختلف تصانیف نظم و نثر میں خواجہ خراباتی نے جن علوم و السنہ میں مہارت کا دعویٰ کیا ہے ان کی فہرست یہ ہے۔

زبانیں :۔ کشمیری، فارسی، عربی، اردو، ترکی، پنجابی

علوم :۔ نجوم، ہندسہ، ہیئت، قیافہ شناسی، تعبیر خواب، شعر، اخلاق طلسمات، کیمیا، طب، فقہ، تجوید، انساب، رجال، اخبار، صرف و نحو، معانی بیان، عروض و قافیہ، منطق، علم الاجتماع۔

فنون :۔ نقاشی ، رفوگری، تجارت، زبانوں اور فنون کو چھوڑ کر باقی علوم جو وہ جانتے ہیں اکیس بنتے ہیں۔ اس ہمہ دانی کے دعوے پر خواجہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خراباتی نے تقریباً ایک سو دو تصانیف کو گواہ پیش کیا ہے۔

ان میں سے ۵۲ تصانیف دریافت ہوگئی ہیں۔ جن کی مفصل کیٹلاگ میرے ایرانی دوست جناب محمد حسین تسبیحی نے مرتب کی اور اسے ایران کے ممتاز دانشمند و محقق جناب ڈاکٹر علی اکبر جعفری نے ''مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،، اسلام آباد کی طرف سے ۱۹۷۲ء میں شائع کر دیا ہے۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی کی ایک حیثیت یہ ہے کہ وہ سلسلہ قادریہ کے مشہور صوفی تھے۔ مریدوں کا وسیع حلقہ رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ کے نانا اور مرشد شاہ عبدالغفور شیخ عبدالوھاب نوری (وفات ۱۷۷۳ء) سے بیعت تھے۔ اور وہ حضرت اکمل الدین بدخشی (وفات ۱۷۱۸ء) کے خلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ نے حضرت سید عبدالوھاب، حضرت طیب، حضرت میاں میر، حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی سے بھی روحانی استفادہ کیا تھا۔ لیکن ان کے اصل مرشد پیر خرابات صادق شاہ قلندر تھے۔ اسی نسبت سے خواجہ خراباتی کہلائے۔ تصانیف میں ان کے کئی نام اور القاب آئے ہیں۔ وہ ستاون ناموں سے موسوم تھے۔ مثلاً بندہ خرابات، جیو، خواجہ سنا اللہ شاہ، سناء اللہ، فضلی سناء اللہ لنگر، رفوگر، سنہ خوجہ، سنہ شاہ، شہ سناء، صمد، صمداللہ، فضل اللہ، میاں صمد جیو، وغیرہ۔ بہر حال ان کا مشہور نام خواجہ سناء اللہ خراباتی ہے۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی فارسی، کشمیری، اردو اور پنجابی کے شاعر تھے۔ تصانیف میں دو نسخے کشمیری زبان میں ہیں اور پچاس فارسی میں ہیں۔ عربی، اردو، پنجابی اور ترکی کے اشعار بھی کہیں کہیں آگئے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چار نسخے نثر میں اور چوالیس نظم میں اور چار نظم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و نثر میں ہیں۔ ان میں چوالیس نسخے خواجہ سناء اللہ خراباتی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ وہ خط نسخ، ثلث، رقاع، نستعلیق اور شکستہ میں مہارت رکھتے تھے۔

ان کا مطالعہ بھی وسیع تھا۔ اور محمود شبستری، فردوسی، سعدی سنائی، مولانا رومی، جامی، عطار، نظیری کے کلام سے استفادہ کیا اور ان کے نمونے سامنے رکھے۔

خواجہ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بیس سال کی عمر یعنی ۱۸۲۹ء میں شروع کیا۔ اور سال وفات (۱۸۷۹ء) تک اسے جاری رکھا۔

خواجہ بے حد زود گو تھے۔ بعض مثنویاں انھوں نے ایک ایک دو دو دنوں میں لکھ ڈالی تھیں۔ جن کو بمشکل ایک ماہ میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی تصانیف میں املاء اور انشاء کی اغلاط اور واقعات کے اختلافات موجود ہیں۔ نظم میں عیب قافیہ، سکتہ وغیرہ جیسے عیوب پائے جاتے ہیں۔

خواجہ کا طرز تحریر بھی کافی پیچیدہ اور کہیں کہیں مشکل و ناقابل فہم بن گیا ہے۔ خواجہ کا اصل میدان مثنوی ہے۔ انھوں نے چھتیس مثنویاں لکھی ہیں جو آسان اور رواں بحروں میں ہیں۔ الفاظ میں سوز و گداز جذبہ و شوق اور جذب و حال پایا جاتا ہے۔

اب آئیے خواجہ سناء اللہ خراباتی کی بعض تصانیف پر ایک نظر ڈالیں۔ تصانیف کے تعارف میں ہم سال تصنیف کے اعتبار سے ترتیب زمانی کا خیال رکھیں گے۔

خلاصۂ الاسرار: اس فارسی مثنوی میں شاعر نے روح سے گفتگو کی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طوطی جان را چنین کردم سوال | کز کجائی راست‌گو ای نیک فال
گفت گنجی بوده ام من بس نہاں | بی کم و کیف از چنین و از چناں

(سال نظم ۱۸۳۷ء)

تحفۃ الزمان : ادب، عرفان، اور اخلاق کے موضوع پر فارسی نظم کی کتاب ہے۔ ۱۸۵۵ء میں کتابت ہوئی۔ جابجا صمد، خراباتی، اور سنا تخلص استعمال ہوئے ہیں۔

تا صمد بر عنایتت نازد | نرود بر در کسے زنہار

اس میں خواجہ نے دنیا سے سیکھے ہوئے تجربوں کو اہل دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اس مثنوی کے اشعار کی تعداد ۴۹۴ کے لگ بھگ ہے۔

تفریح المجالس : ادب و اخلاق پر نظم و نثر میں ترتیب دی ہوئی یہ کتاب خاصی ضخیم ہے۔ یہ ۱۸۵۶ء میں تالیف ہوئی۔ لطائف و قصص اور اشعار و حکایات کے ذریعہ مطالب کو ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ بعض مطالب و لطائف کشمیری زبان ہی میں درج کئے گئے ہیں۔

جنت العارفین : یہ مثنوی دین و ادب اور عرفان و اخلاق کے موضوع پر ہے۔ سال تالیف ۱۸۵۷ء ہے اور خط شکستہ متوسط۔ اس میں رومی کی مثنوی معنوی اور حدیقہ سنائی کی تقلید کی گئی ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد ۳۲۴۰ ہے۔ جنت العارفین کے نام سے اسی موضوع پر خواجہ سناء اللہ نے نثر میں بھی ایک تصنیف یادگار چھوڑی ہے۔ یہ بھی ۱۸۵۷ء میں تحریر ہوئی۔

بحرالانوار : اس فارسی مثنوی کا موضوع عرفان و تصوف ہے۔ یہ ۱۸۵۸ء میں منظوم ہوئی۔ تمثیلات، شرح احادیث اور آیات قرآنی پر مشتمل ہے۔ مثنوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معنوی، مخزن الاسرار نظامی اور مطلع الانوار امیر خسرو کے بعض مذہبی قصے اور تاریخی واقعات بھی نظم کئے گئے ہیں۔ اشعار کی تعداد تقریباً ۳۶۰۰ ہے۔

جنت الاسرار: عرفان، تصوف، اخلاق، اور فلسفہ پر یہ فارسی مثنوی خواجہ سناء اللہ خراباتی نے ۱۸۶۰ء میں لکھی۔ یہ دراصل محمود شبستری کی گلشن راز کی دو جلدوں میں شرح ہے۔ گلشن راز کے کل ۸۱۷ اشعار کی شرح دو جلدوں میں کی گئی ہے۔

مجمع الفضائل: یہ فارسی مثنوی ادب و عرفان پر ہے اور ۱۸۶۱ء میں لکھی گئی۔ چالیس ابواب اور ۱۴۰ نکتوں پر مشتمل ہے۔ بعض صفحات پر فقیر سناء اللہ، فضل، بندہ پیر خرابات اور خواجہ سناء اللہ کی مہریں ثبت ہیں۔

حقیقت الاسلام: اس فارسی مثنوی میں دین و ادب اور عرفان و تصوف کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اس کا دوسرا نام حق الاسلام بھی ہے۔ سال تالیف ۱۸۵۶ء ہے۔ آیات و احادیث اور کلمات پیشوایان اسلام درج ہیں۔ تعداد اشعار ۲۵۰۰ ہے۔ حضرت شاہ دولہ، خواجہ فتح سیالکوٹی، شیخ فرید الدین شکر گنج اور شیخ نورالدین ولی کشمیری اور شیخ حمزہ مخدوم کی کرامات کا حال بھی درج ہے۔

درد نامہ: یہ نظم ۱۸۶۰ء میں لکھی گئی اور اس میں عرفان و تصوف کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ خواجہ نے اس کے قاری کے لئے آخر میں ان الفاظ میں دعا کی ہے:

ہر کہ خواند در دو عالم شاد باد　　ظاہر و باطن او را آباد باد

شاعر نے فراق یار کے بیان میں تمثیلات اور تشبیہات سے کام لیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادہ تر حضرت یعقوب و یوسف کا قصہ نظم کیا ہے۔ متعدد عارفان حق اور سالکان طریقت کے احوال درج ہیں۔ خواجہ نے اس میں بھی دعویٰ کیا ہے کہ خراباتی بے علم است۔ علمی و عقلی ندارد وقوفی ندارد۔ دردنامہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ ایں کتاب عشق است۔ درد است۔ سوز است۔ ظہور آن دریائی بیرنگ آمدہ است رنگی ساختہ است،،۔

خلاصہ التوحید: یہ نظم و نثر فارسی میں ملی جلی تصنیف ہے۔ سال ترتیب ۱۸۶۳ء اور موضوع وہی دین و ادب ہے۔ مسلمانوں کے عقائد عرفانی بیان ہوئے ہیں۔ اور توحید پر ہندوؤں کا عقیدہ بھی لکھ دیا ہے۔ یہ ایک طرح کا تقابلی مطالعہ ہے۔

دلیل الصادقین: فارسی نظم و نثر کی یہ کتاب تاریخ، دین، ادب اور تصوف کے موضوع پر ۱۸۶۳ء میں لکھی گئی۔ خواجہ نے اس میں اپنے مرشدوں کے احوال تحریر کئے ہیں۔ اور سلسلہ ہائے قادری، کبروی، چشتی اور نقشبندی کا شجرہ نامہ دیا ہے۔ ذکر و فکر اور صوفیانہ اعمال و اوراد کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ متعدد کشمیری صوفیہ اور عرفاء کے احوال بھی درج ہیں۔ چند قطعے کشمیری میں بھی ملتے ہیں۔

تحفہ القادری: اس کا موضوع دین و ادب ہے اور یہ فارسی و اردو نظم کی کتاب ہے۔ ۱۸۶۴ء میں مرتب ہوئی۔ دراصل خواجہ کی نعت اور مدح و منقبت کا ایک قیمتی مجموعہ ہے۔ اشعار کی تعداد ۱۲۸۰ کے قریب ہے۔

سراج الطالبین: دین و ادب پر خواجہ سناء اللہ کی یہ مثنوی ۱۸۶۵ء میں مکمل ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

در هزار و دو صد و هشتاد و دو ایں نسخه را
از نہاں سوئی عیاں فضل خدا رهبر شد است
از در پیر خراباتی سنا شد بهره ور
خاتمه ایں نسخه را برنام آن سرور شد است

اس میں فقه حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی پر بیانات ملتے هیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے علاوہ کشمیر کے صوفیه کے احوال بھی درج هیں۔

عجیب التعبیر : نفسیات اور تعبیر خواب کے موضوع پر یه فارسی مثنوی ۱۸۶۶ء میں کہی گئی۔ ۴۵۰ اشعار کی اس مثنوی میں خوابوں کی تعبیر بتائی گئی ہے۔

لله نامه (للهی نامه) اس مثنوی کا موضوع دین و عرفان ہے۔ ۱۸۶۶ء میں کہی گئی ۔ اس میں اعمال و اقوال حضرت رسولﷺ، خلفائے راشدین، صحابه کرام اور مشائخ اسلام کی تفسیر ملتی ہے۔

قصه بوالعجب عشق : ساٹھ صفحات کا یه نسخه کشمیری نظم میں ہے جو ۱۸۶۷ء میں مکمل هوا۔

تصدیق الایقان : اس کا ایک نام گنج محمدی اور جنت الاعلیٰ بھی ہے فارسی مثنوی ہے۔ موضوع دین و ادب، عرفان و اخلاق اور سال نظم ۱۸۶۷ء آیات و احادیث کی تفسیر و توضیح بھی ملتی ہے۔ یه مثنوی رومی کی تقلید میں کہی گئی ہے۔

دیوان سناء (یا دیوان خراباتی)

خواجه سناء الله خراباتی نے فارسی غزلیات و قطعات اور قصائد و رباعیات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تین مجموعے دیوان خراباتی کے نام سے مرتب کئے تھے۔ ان مجموعوں میں ۱۸۰۹ء سے لے کر آخر تک کا کلام شامل ہے۔ ان کی غزل عشق مجازی سے زیادہ عشق حقیقی کی ترجمان ہے۔

عشق شد معشوق عاشق، عشق شد مولائی ما

عشق شد اسکندر و کیخسرو و دارای ما

دیوان سناء (کشمیری) خواجه سناء اللہ کشمیری زبان کے بھی قادرالکلام شاعر تھے۔ کشمیری میں غزلیات و قطعات اور قصائد کا مجموعہ دیوانِ سناء کے نام سے خواجه خراباتی کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے۔ یہ مجموعہ کلام ۱۸۷۵ء میں مرتب ہوا اور کل اشعار کی تعداد ۱۳۶۸ ہے۔

دیوان کے آخر میں اپنی ایک فارسی غزل بھی خواجه خراباتی نے درج کر دی ہے۔ اس کے دو شعر یوں ہیں۔

ماھی بحر وحدت افتادہ در بیابان　　باساکنان خشکی عشرت مرا حرام‌است

آنرا که نیست درسربوی ز دلبر ما　　گرقبله گه باشد، الفت مرا حرام‌است

جنت الاعلاء: خراباتی کی یہ تصنیف آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ شرعی باتوں کو تصوف کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ جلد سوئم۔ چھارم، اور پنجم نہیں ملتی جلد دوئم ششم، هفتم اور هشتم موجود ھیں۔ دوسری جلد کا نام تصدیق الایقان ہے۔ جس کا ذکر ھم نے کر دیا ہے۔ بقیہ جلدیں ۱۸۶۷ء میں لکھی گئیں۔

سبحات آفتابی: فارسی میں یہ ایک دینی مثنوی ہے جو ۱۸۶۸ء میں لکھی گئی۔ نثر میں توضیحات دی گئی ھیں۔ مثنوی کے کل ۱۴۴۰ اشعار ھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو فقط ایک دن میں کہے گئے۔ خراباتی خود فرماتے ہیں۔

این موج دریائی غیب است　　　در یکروزه هم تحریر وهم تصنیف شده

سماع العرفان: یہ عرفان و تصوف میں فارسی مثنوی ہے۔ ۱۸۷۰ء میں کہی گئی۔ مناجات سے شروع ہوتی ہے:

بین دل داغدار من یارب　　　ساز گلزار نار من یارب
روسیاهم زیارو زاغیار　　　شو مددگار و یار من یارب

صراط المستقیم: دین و ادب اور عرفان و تصوف کی یہ فارسی مثنوی ۱۸۷۰ء میں کہی گئی۔ اس کے دو دفتر ہیں۔ دفتر اول کو علم الیقین اور دفتر دوئم کو عین الیقین کہا گیا ہے۔ اس قلمی نسخے کے کل صفحات ۱۰۸ ہیں۔

جنت النعیم: یہ فارسی مثنوی دین و تصوف کے موضوع پر کہی گئی ہے۔ سال نظم ۱۸۷۰ء ہے۔ کشمیری صوفیہ میں جن حضرات کی گفتار و ملفوظات کو خراباتی نے نظم فارسی کا جامہ پہنایا ان میں اکمل بدخشی، بابا داؤد خاکی حبیب اللہ نوشہروی، یعقوب صرفی، شیخ عبدالوهاب نوری اور شاہ حقانی قابل ذکر ہیں۔

گنج لا افناء: علم الاجتماع پر یہ فارسی مثنوی خواجہ خراباتی نے ۱۸۷۰ء میں کہی۔ کسب و کار کے متعلق آیات و احادیث کو جمع کردیا گیا ہے۔ مشائخ کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں۔

سراج الہدی: اس کا نام شمع الہدی اور رحیما بھی ہے۔ خواجہ سناء اللہ خراباتی نے عرفان و اخلاق کے مسائل پر یہ مثنوی ۱۸۷۱ء میں کہی۔

گلبدن: اس مثنوی کے دو دفتر ہیں۔ دفتر اول در عشق مجازی اور دفتر دوئم در عشق حقیقی۔ یہ تصوف اور معرفت کی کتاب ہے۔ ۱۸۷۱ء سال تصنیف ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلسلۂ فضلی : تاریخ و عرفان پر خواجہ خراباتی نے یہ نثری مجموعہ ۱۸۷۲ء میں مرتب کیا تھا۔ سلسلہ فضلی ، کبروی ، چشتیہ ، نقشبندیہ، قادریہ، اور قلندریہ کی تفصیلات دی گئی ھیں۔ اولیاء کی کشف و کراسات بھی درج ھیں۔ مراقبوں اور مکاشفوں کا ذکر بھی ملتا ھے۔

شجرہ نامہ طریقت : اس مختصر سی فارسی نظم میں خراباتی نے اپنا حسب و نسب بیان کیا ھے۔ یہ شجرہ نسب خراباتی کے آباواجداد کی تفصیل سمجھنے میں بڑی مدد دیتا ھے۔

نصرت نامہ : دین و ادب پر فارسی منظومہ ھے۔ تصنیف کا سال ۱۸۷۵ء ھے۔ نصر من اللہ و فتح قریب سے نام لیا گیا ھے۔ کتاب کو مختلف موضوعات کے تحت تقسیم کر دیا گیا ھے۔ انبیائے کرام کی دعا اور قبولیت دعا سے نصرت محمدی کا ذکر ھے۔

حقیقۃ الافعال : اس مثنوی کا موضوع پند و موعظت اور دین و ادب ھے۔ ملفوظات مشائخ ملتے ھیں۔ بعض اشعار و الفاظ کشمیری اور اردو کے بھی دئیے گئے ھیں۔

حقیقۃ الابناء : ادب و اخلاق پر یہ مثنوی ۱۹۷۵ء میں کہی گئی۔ مشائخ کے اقوال و اعمال منظوم کئے گئے ھیں۔ اشعار کی تعداد ۲۲۸۸ ھے۔ چند اشعار کشمیری کے بھی دئیے ھیں۔

خردنامہ خراباتی : پند نامہ شیخ عطار کے جواب میں اخلاقی مثنوی ھے۔

مہاراج نامہ : خواجہ ثناء اللہ خراباتی کی یہ مشہور مثنوی ھے جو ۱۸۰۹ء میں کہی گئی۔ یہ راجگان جموں کی تاریخ ھے۔ فردوسی کے شاھنامہ اور نظامی کے سکندر نامہ کی بحر میں ھے۔

تذکرۃ الکاملین : اس مثنوی کا موضوع دین اور تصوف ھے۔ تذکرۃ الکاملین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۳

نام پنج گنج محمدی بھی آیا ہے ۔ اولیاء کے اعمال و اقوال کا بیان ہے ۔ یہ مثنوی رومی کی مثنوی کے طرز پر لکھی گئی ہے ۔

تذکرۃ الواسلین : اس مثنوی کا موضوع تاریخ اور تصوف ہے ۔ اس کے ین دفتر ہیں ۔ دفتر اول قادری ۔ جس میں قادری صوفیہ کا بیان ہے ۔ دفتر دوئم ندری جس میں شاہ دولہ دریائی گجراتی اور شاہ صادق قلندر کے حالات بیان ہوئے ہیں ۔ دفتر سوئم میں غفوری و صادقی صوفیہ کے احوال منظوم ہیں ۔

تفسیر سناء : یہ قرآن مجید کی منظوم تفسیر ہے ۔ اب اس تفسیر کی جلد وئم ہی دستیاب ہے ۔ تعداد اشعار ۴۶۰۰ بنتی ہے ۔

خواجہ سناء اللہ خراباتی کشمیری کی زندگی اور ان کی تصانیف کی تفصیل سے یہ حقیقت روشن ہوجاتی ہے کہ حضرت شیخ صرفی (متوفی ۱۰۹۴ء) کے عد خراباتی جیسا بڑا سیاح شاعر اور مصنف آج تک کشمیر نے پیدا نہیں کیا ۔

ماخذ

۱ ۔ فہرست نسخہ ھای خطی خواجہ سناء اللہ خراباتی، محمد حسین تسبیحی
مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۔ اسلام آباد (۱۹۷۲ء)
۲ ۔ ادبی دنیا ۔ (مجلہ) کشمیر نمبر ۔ لاہور (مارچ ۔ اپریل ۱۹۶۶ء)
۳ ۔ خلاصۃ الاسرار و تحفۃ القادری اردو ترجمہ : احمد حسین قلعہ داری
مکتبہ نبویہ ۔ لاہور ۔ (۱۳۹۲ھ)
۴ ۔ پیر خرابات ۔ احمد حسین قلعہ داری، مکتبہ نبویہ ۔ لاہور ۔ (۱۹۷۰ء)
۵ ۔ المعارف (ماھنامہ) لاہور (اگست ۱۹۷۳ء)

© rasailojaraid.com